آزادؔ کا تذکرۂ علماء

ڈاکٹر رشید امجد*

Abstract:

Muhammad Hussain Azad is considered as archetect of Urdu prose.All his books are very famous and well accepted. "Tazkaratul Ullama" is also one of his books, but has been discussed very little. This book is out of print now. In 1922, Azad's grandson Agha Tahir shared its existence with Kh. Hasan Nizami,who advised him to get it published . In 1923, the book was published from Lahore. In this article "Tazkaratul Ullama" is being reviewd with a brief introduction and focussing main features of the matter for further study.

تذکرۂ علماء مولانا محمد حسین آزادؔ کا بہتر (۷۲) صفحات پر مشتمل رسالہ ہے جس کا ذکر مولانا کی نگارشات کی فہرست میں تو موجود ہے لیکن تفصیل نہیں ملتی۔ ڈاکٹر مظفر حنفی نے اپنے کتابچے 'محمد حسین آزادؔ' (۱) میں ''آزاد کی دوسری کتابیں'' میں صرف نام لکھنے کی حد تک اکتفا کیا ہے۔ البتہ سید جمیل احمد رضوی نے کتابیاتِ آزاد میں مختصر تعارف کروایا ہے:

''تذکرۂ علما یعنی ہندوستان کے چالیس مشاہیر علماء کا تذکرہ، لاہور: کریمی پریس ۱۹۲۳ء، ۷۲ص۔''

خواجہ حسن نظامی دیباچے میں لکھتے ہیں:

''شمس العلماء محمد حسین آزادؔ کا لکھا ہوا ایک رسالہ ان کے پوتے آغا محمد طاہر نے مجھ کو دکھایا۔ جس میں بڑے بڑے نامور چالیس علمائے ہندوستان کا تذکرہ ہے۔''(۲)

یہ تذکرہ کتابی صورت میں ''میرا کتب خانہ حضرو'' میں موجود ہے۔ ''میرا کتب خانہ'' کی توضیحی فہرست مرتب کرنے والے سکالر اسد قیوم نے اپنے مقالہ میں صفحہ ۴۷ (نمبر ۲۴) پر اس کا ذکر یوں کیا ہے:

''تذکرۂ علماء .... مولانا محمد حسین آزادؔ

---

* صدر شعبہ اُردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

صفحات ۷۲ ....کاپی نمبر ۲۲۷

کریمی پریس، لاہور ۳۰ مارچ ۱۹۲۲ء

ہندوستان کے چالیس مشاہیر علماء کا تذکرہ"(۳)

یہ تذکرہ عام نظروں سے اوجھل رہا ہے۔ مولانا کے پوتے آغا محمد طاہر نے اسے خواجہ حسن نظامی کو دیا جنھوں نے اسے مرتب کر کے ۱۹۲۲ء میں شائع کیا۔ آغا طاہر کہتے ہیں کہ:

> "ان (آزاد) کے بستوں میں یہ چھوٹا رسالہ بھی ملا۔ اول میں نے اس کو کئی دفعہ پڑھا پھر اور علمی مذاق رکھنے والوں کو دکھایا۔ آج کل ہم لوگ مذہبی علوم سے اس قدر دور ہو گئے ہیں کہ کسی نے بھی ڈھب کی بات نہ بتائی اسی عرصہ میں میرا جانا دہلی ہو گیا چونکہ یہ خیالات تازہ تھے چند رسالے اور یہ تذکرہ بھی ساتھ لے لیا۔ حضرت خواجہ صاحب قبلہ کو بھی دکھایا انھوں نے اسے پسند کیا اور کئی بار فرمایا کہ اس کو ضرور چھپوا دو۔"(۴)

اس تذکرہ میں شامل چالیس علماء میں مختلف مسالک اور مکتبہ ہائے فکر کے علماء کا ذکر ہے۔ آزاد نے ہر عالم کی مختصر سوانح اور کہیں کہیں ان کی تصانیف کی فہرست دی ہے۔ تعارف مختصر ہے اور فہرستیں بھی مکمل نہیں۔ شاید آزاد نے یہ خاکہ بنایا ہوا اور وہ کسی مناسب وقت اس پر تفصیلی تذکرہ لکھنا چاہتے ہوں۔ خواجہ حسن نظامی کہتے ہیں:

> "تمام بیانات مختصر ہیں اور ان میں وہ خوبی نہیں پائی جاتی جو آزاد کی تحریر کا طرۂ امتیاز ہے۔ یا تو رسالہ جلدی میں لکھا گیا ہے یا اس کی تحریر میں مولانا کا جی نہیں لگا۔ یا ابتدائی مشق ہے تاہم جس شخص نے اُردو و فارسی کے ایسے لاجواب تذکرے لکھے جو قیامت تک یاد رہیں گے۔ اس کی قلم سے علماء و مشائخ کا ذکر خیر بھی اچھا معلوم ہوگا اور اردو خواں لوگوں کی واقفیت میں اضافہ کرے گا۔"(۵)

خواجہ حسن نظامی نے اس بات کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا کہ یہ رسالہ جلدی میں لکھا گیا ہے۔ اگر آزاد کو اس تحریر سے ذہنی وابستگی نہیں تھی تو انہیں اسے لکھنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ ابتدائی مشق والی بات بھی دل کو نہیں لگتی گمان یہی ہے کہ اس رسالے کی نوعیت ابتدائی خاکے کی ہے جس پر بعد میں کسی وجہ سے آزاد کام نہ کر سکے۔ تذکرے کی خوبی یہ ہے کہ آزاد نے اختلافِ رائے سے گریز کیا ہے اور کوشش کی ہے کہ اس میں ہر مکتبۂ فکر کے علماء کو شامل کر لیا جائے۔ خواجہ حسن نظامی لکھتے ہیں:

> "اس تذکرے میں ہر عقیدہ کے علماء کو جمع کیا گیا ہے اور اختلافی امور کو نمایاں کرنے سے احتیاط کی گئی ہے۔"(۶)

بہتر (۷۲) صفحات کا یہ تذکرہ چھوٹے کتابی سائز (″6 × ″3-1/2) پر شائع ہوا ہے۔ لکھائی موٹی اور ہر صفحہ پر سطروں کی تعداد تیرہ (۱۳) ہے۔ بعض علماء کا ذکر ڈھائی صفحات پر اور بعض کا چند سطروں تک محدود

ہے۔مثلاً مولینا الہداد جونپوری کو پانچ سطریں ملی ہیں۔

''یہ عبداللہ تلبنی کے شاگرد ہیں اور راجی حامد شاہ مانکپوری سے انھوں نے طریقہ حاصل کیا۔تمام عمر حواشی اور شروح اور شرح الشروح لکھنے میں صرف کی۔شرح ہدایہ کئی جلدوں میں اور شرح بزدوی اور حواشی۔حواشی ہندیہ پر اور حاشیہ تفسیر مدارک پر ان کی تصنیفات میں سے ہیں۔''(۷)

جبکہ سیّد علی بن سید احمد بن سید معصوم دشتکی شیرازی کا ذکر چار صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔سید جمیل احمد رضوی نے تذکرہ میں شامل علماء کی تعداد چالیس بتائی ہے۔اسد قیوم نے بھی اسے چالیس ہی کہا ہے جبکہ ان کی تعداد چوالیس ہے۔یہ غلطی اس وجہ سے ہوئی کہ خواجہ حسن نظامی نے اپنے دیباچے میں تعداد چالیس لکھی ہے۔کتاب کے عنوان میں بھی چالیس ہی درج ہے۔شاید یہ غلطی خواجہ صاحب سے ہی ہوئی ہے۔سید جمیل احمد رضوی اور اسد قیوم نے غالباً دیباچے پر ہی اکتفا کیا ہے۔تذکرہ میں شامل چوالیس علماء کی فہرست درج ذیل ہے۔

۱۔	مسعود بن سعد بن سلمان لاہوری	5-7
۲۔	مولانا حسن صفانی لاہوری	7-9
۳۔	مولانا شمس الدین یحییٰ اودی	9
۴۔	مولانا شیخ حمید الدین دہلوی	10-11
۵۔	قاضی عبدالمقتدر ابنِ قاضی رکن الدین الشریحی الکندی الدہلوی	11-12
۶۔	مولانا معین الدین عمرانی دہلوی	12-13
۷۔	مولانا احمد تھانیسری	13-14
۸۔	قاضی شہاب الدین بن شمس الدین عمر الزوالی الدولت آبادی	14-16
۹۔	مولانا شیخ علی ابنِ شیخ احمد میامی	16
۱۰۔	مولانا شیخ سعد الدین خیر آبادی	17-18
۱۱۔	مولانا عبداللہ بن الہداد العثمانی التلبنی	18
۱۲۔	مولانا الہداد جونپوری	19
۱۳۔	مولانا شیخ علی متقی	19-21
۱۴۔	شیخ محمد طاہر فتنی	22-23
۱۵۔	شیخ وجیہہ الدین علوی گجراتی	24-25

۱۶۔	ملک الشعراء شیخ ابوالفیض حنفی	25-26
۱۷۔	سید حنیفۃ برفوجی	26-28
۱۸۔	شیخ احمد ابن شیخ عبدالاحد فاروقی سرہندی	28-30
۱۹۔	ملا عصمۃ اللہ سہارنپوری	31
۲۰۔	شیخ عبدالحق دہلوی	31-33
۲۱۔	شیخ نورالحق ابن شیخ عبدالحق دہلوی	33
۲۲۔	ملا محمود فاروقی جونپوری	34-35
۲۳۔	ملا عبدالحکیم سیالکوٹی	36-37
۲۴۔	شیخ عبدالرشید جونپوری ملقب شمس الحق	37-38
۲۵۔	میر محمد زاہد ابن قاضی محمد اسلم ہروی کابلی	38-40
۲۶۔	ملا قطب الدین شہید سیالوی	41
۲۷۔	مولوی قطب الدین شہید شمس آبادی	42
۲۸۔	قاضی محبّ اللہ بہاری	42-43
۲۹۔	حافظ امان اللہ بن نوراللہ بن حسنین بنارسی	44-45
۳۰۔	شیخ غلام نقشبند ابن شیخ عطا اللہ لکھنوی	45-46
۳۱۔	شیخ احمد معروف عبد جیون صدیقی امیتی	46-47
۳۲۔	سید عبدالجلیل ابن سید احمد حسینی واسطی بلگرامی	47-48
۳۳۔	سید علی بن سید احمد بن سید معصوم دشتکی شیرازی	49-53
۳۴۔	سید محمد ابن سید عبدالجلیل بلگرامی	53-54
۳۵۔	سید سعد اللہ سلونی	54-55
۳۶۔	سید طفیل محمد بن سید شکر اللہ بلگرامی	55-56
۳۷۔	شیخ نورالدین ابن شیخ محمد صالح احمد آبادی	56-58
۳۸۔	ملا نظام الدین ابن ملا قطب الدین شہید سیالوی	58
۳۹۔	شیخ محمد حیات سندھی مدنی	59

۴۰۔	شی عبداللہ ابن شیخ سالم بصری مکی	60
۴۱۔	سید محمد یوسف ابن سید محمد اشرف بلگرامی	61-62
۴۲۔	سید قمرالدین حسینی اورنگ آبادی	62-65
۴۳۔	میر نورالہدیٰ ابن سید قمرالدین اورنگ آبادی	65
۴۴۔	سید غلام علی آزاد ابن سید نوح بلگرامی	66-68

ان میں اکثر علماء شاعر بھی تھے اور انھوں نے کسی نہ کسی حوالے سے اردو زبان کے فروغ میں حصہ لیا ہے لیکن ڈاکٹر محمد ایوب قادری (۸) اور مولوی عبدالحق (۹) کی کتابوں میں ان میں سے کئی کا ذکر موجود نہیں۔ اس حوالے سے آزاد کا یہ تذکرہ ایک اہمیت کا حامل ہے۔ جیسا کہ خواجہ حسن نظامی نے لکھا ہے اس تذکرہ میں آزاد کے اُسلوب کے جو ہر نظر نہیں آتے۔ بعض جملے سیدھے سادھے اور کسی حد تک روکھے پھیکے ہیں لیکن تحقیقی معلومات جگہ جگہ موجود ہیں مسعود بن سعد سلمان لاہوری کے ذکر میں لکھتے ہیں:

> ''وطواط نے حدائق السحر میں لکھا ہے کہ مسعود کے اکثر اشعار کلام جامع ہیں، خصوصاً وہ اشعار جو حالتِ قید میں لکھے گئے ہیں اور اس راستہ میں عجم کے شاعروں میں کوئی اس لشکر کی گرد تک نہ پہنچا۔ نہ خوبی معانی میں نہ لطافتِ الفاظ میں۔'' (۱۰)

خود آغا طاہر کو بھی اس کا احساس ہے کہ یہ تذکرہ اسلوب اور طرز تحریر کے حوالے سے آزاد کے رنگ سے خاصا مختلف ہے وہ کہتے ہیں کہ:

> ''جہاں قبلہ و کعبہ کی اور تصانیف کے شائع کرنے کا مجھے فخر حاصل ہے وہاں اس تذکرہ کی وجہ سے شرمندہ بھی ہوں۔ ان کی شیریں بیانی کے سامنے اس کی روکھی پھیکی زبان کس طرح پیش کروں۔ خدا جانے لوگ کیا سمجھیں گے اور کیا کیا کہیں گے۔'' (۱۱)

اس اقتباس میں آزاد کی اسلوبی خوبیوں کے بعض انداز خصوصاً جملے کی ساخت اور تمثیل کا طریقہ بتاتا ہے کہ یہ تحریر آزاد کی ہے، لیکن ان کے اسلوب کی وہ جملہ خوبیاں جو ان کو اپنے طرزِ اظہار کا موجد اور خاتم بناتی ہیں پوری طرح موجود نہیں۔ تذکرۂ علماء میں اکثر علماء وہ ہیں جو ہندوستان ہی میں پیدا ہوئے البتہ چند ایسے بھی جو باہر سے تشریف لائے۔ آزاد نے ان کے مختصر کوائف ان کے اصل مقام اور جائے ہجرت کا ذکر کیا اور چند کے سلسلۂ تصوف کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور یہ اس تذکرے کا تحقیقی پہلو ہے۔ اس دور میں حوالوں کا رواج زیادہ نہیں تھا اس لئے آزاد نے بھی اپنی معلومات کے ماخذات کا ذکر نہیں کیا۔ دوسرے یہ کہ دیگر ایسے تذکروں کی طرح انھوں نے ان علماء سے منسوب واقعات بیان کرنے سے گریز کیا ہے۔ صرف ان کے حالات درج ہیں۔ اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ

اس تذکرے کی نوعیت ابتدائی خاکے کی ہے۔کتاب پر چونکہ آزاد کا دیباچہ نہیں اس لئے یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ یہ تذکرہ انھوں نے کیوں لکھنا چاہا کیا یہ کسی کی فرمائش تھی؟ آزاد کے پوتے آغا طاہر کا کہنا ہے کہ:

> ''اس مختصر تذکرے کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولینا نے تحصیل علم کے زمانے میں یا مختلف کتابوں کے مطالعہ کرتے وقت جس عالم کے حالات پڑھے ہیں اس کا کچھ نہ کچھ حال اپنی نوٹ بک میں لکھ لیا ہے۔اسی وجہ سے تذکرہ کی ترتیب میں کوئی خاص لحاظ نہیں رکھا۔سب کچھ شاید اس خیال سے ہو کہ کبھی سب کے حالات سمیٹ کر ایک ضخیم تذکرہ لکھتے۔''(۱۲)

جو علماء شاعر تھے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن نمونہء کلام درج نہیں۔بہتر (۷۲) صفحات میں چالیس (۴۰) علماء کا ذکر ایسا ہی ہے جیسے کسی بڑی تصنیف کے لئے ابتدائی نکات جمع کئے گئے ہوں۔اسی وجہ سے اس تذکرہ میں آزاد کی تمثیل نگاری کے وہ جوہر نہیں کھلے جنھوں نے آبِ حیات کو تنقید سے اسلوب کی اور دربار اکبری کو تاریخ سے فسانے کی کتابوں میں بدل دیا تھا۔

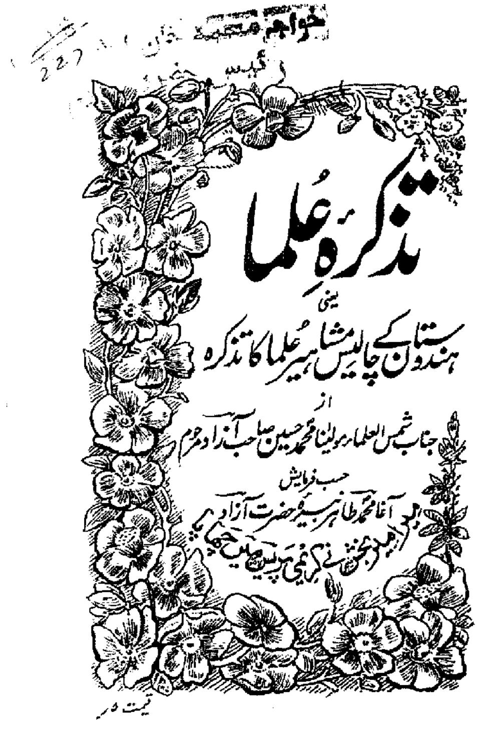

زکاۃ تک۔ اور تسلیۃ الفواد۔ اُردو دیوان۔ اور سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان ان کی عربی تصنیفات میں ید بیضا سرو آزاد اور خزانہ عامرہ یہ تینوں تذکرہ علماء توران و ایران و ہندوستان میں تذکرۃ الاولیا اور ماثر الکرام تاریخ بلگرام فارسی تصنیفات ہیں ٭

خاتمہ

جہاں قبلہ وکعبہ کی اور تصنیف کے شائع کرنیکا مجھے فخر حاصل ہے۔ وہاں اس تذکرہ کی وجہ سے شرمندہ بھی ہوں۔ انکی شیریں بیانی کے سامنے اسکی روکھی پھیکی زبان کس طرح پیش کروں؟ خدا جانے لوگ کیا سمجھینگے اور کیا کیا کچھ نہ کہینگے مگر حقیقت یوں ہے کہ انکے بستوں میں یہ چھوٹا سا رسالہ بھی ملا۔ اول میں نے اسکو کئی دفعہ خود پڑھا پھر اَور علمی مذاق رکھنے والے حضرات کو دکھایا۔ مگر

آجکل ہم لوگ مذہبی علوم سے اسقدر دُور ہوگئے ہیں کہ کسی نے بھی ڈھب کی بات نہ بتائی۔ اسی عرصہ میں میرا جانا دہلی ہوگیا۔ چونکہ یہ خیالات تازہ تھے۔ چند رسالہ اور یہ تذکرہ بھی ساتھ لے لیا۔ حضرت خواجہ صاحب قبلہ کو بھی دکھایا۔ انہوں نے اسکو پسند کیا اور کئی بار فرمایا کہ اسکو ضرور چھپوا دو۔ سب سے زیادہ یہ کہ اپنی عادت کے خلاف ایسا دیباچہ لکھا جسکو حقیقت سے تعلق ہے۔ ورنہ آج ہر کس و ناکس اپنی کتاب اُٹھائے لئے جاتا ہے کہ حضرت دیباچہ لکھدیجئے۔ تھوڑا دبیز اُدہ کتاب کو پڑھتے بھی ہیں اور ہر کتاب میں چند خصوصیات بھی ضرور ہوتی ہیں۔ وہ اُنہیں کو اپنی جادو بیانی سے دیباچہ بنا دیتے ہیں۔ کچھ مصنف کی قابلیت کی تعریف ہوجاتی ہے، کچھ اَور غرضکہ دیباچہ تیار ہوجاتا ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ تذکرہ علما کا دیباچہ اپنی شان میں سب سے نرالا ہے اور خواجہ صاحب نے جو حق ہے ادا کر دیا ہے۔ اگر مجھے کبھی کچھ لکھنا آگیا تو ضرور ایسا ہی دیباچہ لکھا کرونگا۔

ادہر میں کہاں سے کہاں آگیا۔ مطلب کی بات یوں ہے کہ اس مختصر تذکرہ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولینا نے تحصیل علم کے زمانہ میں یا مختلف

کتابوں کے مطالعہ کرتے وقت جس عالم کے حالات پڑھے ہیں اسکا کچھ نہ کچھ حال اپنی نوٹ بک میں لکھ لیا ہے اسی وجہ سے تذکرہ کی ترتیب میں کوئی خاص لحاظ نہیں رکھا اور یہ سب کچھ شاید اسی خیال سے ہو کہ کبھی سب کے حالات سمیٹ کر ایک ضخیم تذکرہ لکھتے۔ کیونکہ ان لفظوں میں لکھے ہُوئے تذکرہ میں ہی جامعیت مطلب حالات و سوانح پر عبور معلوم ہوتا ہے۔ اب رہا یہ امر کہ میں ایسی جرات کیوں کررہا ہوں کہ بے سروپا رسالہ چھپوانے بیٹھ گیا ہوں تو اول تو مولینا کا ایک ایک حرف خواہ ابتدائی ہو یا انتہائی ضائع کرنیکے قابل نہیں۔ دوسرے اُردو میں آجکل ہندوستان بھر میں جس قدر کتابیں چھپتی ہیں کام کی کتابیں شاید انگلیوں پر گنی جاسکتی ہیں۔ پھر ان میں اردو دان حضرات کے لئے مذہبی دلچسپی تو الله ہی الله ہے۔

یہ رسالہ بھی اگرچہ قابل دلچسپی نہیں نہ ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ہمارا معیارِ دلچسپی ہی بدل گیا ہے۔ مگر پھر بھی ذکرِ عیش بہ از عیش سمجھ کر ہی ہمارے مُسلمان نوجوان دیکھیں کہ مذہبی معلومات حاصل

کرنے کے لئے ہمارے بزرگوں نے کیسی کیسی جانفشانیاں اور عرقریزیاں کی ہیں اور پھر کن مدارج و مراتب پر فائز ہُوئے ہیں۔ خدا کرے کہ پھر ایک دفعہ مذہبی علوم کی ہوا چلے اور گھر گھر علم کے دریا بہتے دکھائی دیں اور آج جس طرح ہما شما کی سوانح عمریاں دھڑا دھڑ لکھی جاتی ہیں اور پڑھی جاتی ہیں۔ اسی طرح علما کی قابل تقلید زندگیاں بھی کاغذ کے جامہ میں علم و اخلاق کا سبق دیں ٭

دعا کا محتاج

طاہر نبیرہ حضرت آزاد مرحوم

حوالہ جات

۱۔ مظفر حنفی، ڈاکٹر، محمد حسین آزاد، آج کی کتابیں، کراچی: ۲۰۰۲ء، ص ۲۷

۲۔ جمیل احمد رضوی، سیّد، کتابیات آزاد مشمولہ راوی آزاد نمبر مرتب: ڈاکٹر سعادت سعید، لاہور: جی سی یونیورسٹی، ۲۰۱۰ء، ص ۱۸۱

۳۔ اسد قیوم، میرا کتب خانہ حضرو کی اُردو کتب کی توضیحی فہرست منصوبہ برائے ایم۔فل ۲۰۱۰ء مملوکہ، اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی۔

۴۔ آغا طاہر، تذکرۃ العلماء، لاہور: کریمی پریس، ۱۹۲۳ء، ص ۶۹

۵۔ خواجہ حسن نظامی، دیباچہ تذکرۃ العلماء، لاہور: کریمی پریس، ۱۹۲۳ء، ص ۶

۶۔ خواجہ حسن نظامی، ایضاً

۷۔ آزاد، تذکرۃ العلماء، لاہور: کریمی پریس، ۱۹۲۳ء، ص ۱۹

۸۔ محمد ایوب قادری، ڈاکٹر، اُردو نثر کے ارتقاء میں علماء کا حصہ، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۸۸ء، ص ۷

۹۔ مولوی عبدالحق، اُردو کی نشو و نما میں صوفیاء کا کردار،

۱۰۔ آزاد: تذکرۃ العلماء، لاہور: کریمی پریس، ۱۹۲۳ء، ص ۶۔۷

۱۱۔ آغا طاہر، تذکرۃ العلماء، ایضاً ص ۶۸

۱۲۔ آغا طاہر، ایضاً، ص ۷۰